تبلیغِ امامت کے خلاف

خطرناک سازش

تالیف

سید پیغمبر عباس نوگانوی

مفت تقسیم کے لئے

تعاون

راجا آرٹ اسٹوڈیو، احمد روڈ، میرٹھ شہر

ناشر

ادارۂ نشر افکارِ معصومینؑ نوگانواں سادات

1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں خودخواہی اور سرکشی و ہوسرانی کی بناء پر مدینہ سے نہیں جارہا ہوں بلکہ میرا مقصد اپنے نانا کی امت کی اصلاح ،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، میں اپنے نانا اور بابا کی سیرت کو زندہ کرنا چاہتا ہوں

امام حسینؑ

مشخصات

نام کتاب .... تبلیغ امامت کے خلاف خطرناک سازش

تالیف .... سید پیغمبر عباس نوگانوی

ناشر .... ادارۂ نشرافکار معصومینؑ نوگانواں سادات

تعاون .... راجا آرٹ اسٹوڈیو، احمد روڈ، میرٹھ شہر

تعداد 1000

پہلاایڈیشن .... ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ

دعاؤں کی کتابیں بہت تقسیم ہوچکیں، اب اصلاحی مذہبی لٹریچر ایصال ثواب کے لئے تقسیم کیجئے ،اس کا ثواب کسی بھی طرح دعاؤں کی کتابیں تقسیم کرنے سے کم نہیں ہوگا ،اگر آپ کی تقسیم کی ہوئی کتابوں کی وجہ سے ایک انسان کی اصلاح ہوگئی تو آپ کے مرحومین کو اس کا ختم نہ ہونے والا بہترین ثواب پہنچے گا

امامت ،الٰہی منصب وعہدہ ہے جس کے لئے پروردگار عالم نے اہل بیتؑ کا انتخاب فرمایا جن کی اطاعت ک
حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے، سورۂ نسأ کی آیت ۵۹ میں ارشاد ہوتا ہے ''اے ایماندارو! خدا کی اطاعت کر
اور رسول کی اور جو تم میں سے صاحبان حکومت ہوں ان کی اطاعت کرو، جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحا
رسولؐ جابر بن عبداللہ انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اللہ اور اس کے رسول کو تو پہچانتے ہیں لیکن او
الامر کون ہیں جن کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت سے مقرون فرمایا ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا: اے جا
وہ میرے بعد میرے خلیفہ اور مسلمانوں کے امام (بالترتیب) اس طرح ہیں: علی ابن ابی طالبؑ، حسنؑ، حسی
،علی بن الحسینؑ، محمد بن علی جو توریت میں باقرؑ کے نام سے مشہور ہیں اور اے جابر! عنقریب تم ان کو دیکھو
جب ملاقات ہو تو میرا اسلام پہنچا دینا پھر جعفر بن محمدؑ ،موسیٰ بن جعفرؑ، علی بن موسیٰؑ، محمد بن علیؑ، علی بن محمدؑ، حس
بن علیؑ، محمد بن حسنؑ (تفسیر برہان ، علامہ ہاشم حسینی بحرانی، متوفی ۱۱۰۷ یا ۱۱۰۹ جلد ا جز ۵، صفحہ ۳۸۱ نا
دارالکتب العلمیہ قم، دوسرا ایڈیشن) دنیاوی قاعدہ بھی ہے جب کوئی حکومت کسی شخص کو کوئی عہدہ یا منصب د
ہے تو میڈیا کے ذریعہ اس کی خوب تبلیغ کی جاتی ہے تا کہ اس حکومت کی رعایا اپنے حاکم کو پہچان لے، خدا
عالم نے ائمہ معصومینؑ کو کائنات کا حاکم وامام بنا کر بھیجا تو کیا اس کی تبلیغ کا کوئی انتظام نہ کیا ہوگا؟ کیوں نہیں
سورۂ نساء کی مذکورہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک منصب امامتِ ائمہ معصومینؑ کی تبلیغ ہوتی ر
گی تا کہ کائنات کے ہر بشر پر اتمام حجت ہو جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے برحق حاکم اور ا
کون ہیں؟ اس منصب کی تبلیغ کے لئے اللہ نے صرف اسی آیت پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ قرآن مجید
26 آیتیں ایسی ہیں جن میں صراحتاً یا اشارۃً منصب امامتِ ائمہ کی تبلیغ کی گئی ہے اسی طرح رسول خداؐ
حضرت علیؑ و گیارہ دیگر ائمہ کی امات کو بارہا بیان فرمایا ہے دعوت ذوالعشیرہ، حدیث غدیر، مباہلہ، حدیث

اگست 2009 کو ''جشن عباسؑ'' کے عنوان سے حضرت عباسؑ کی ولادت کی مناسبت سے منعقد کی گئی جس میں شیعہ سامعین کے علاوہ تقریباً 1750 سامعین اہل سنت بھی شریک ہوئے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ایک متشاعر نے ایسا ماحول بنایا اور ایسے شعر پڑھنے شروع کردیئے جو موضوع محفل سے علیحدہ ہونے کے ساتھ اہل سنت کے مجمع کو محفل سے منتشر کرنے کا سبب بن گئے اور اہل سنت کا اتنا بڑا مجمع محفل سے اٹھ کر چلا گیا، کیا اہل سنت کو عظمت اہل بیتؑ اور امر امامت سمجھانے کا اس سے اچھا موقع مل سکتا تھا؟ افسوس! 1 لاکھ روپیہ تو اس محفل کی ڈیکوریشن پر خرچ ہوئے تھے جو رائیگاں چلے گئے کیوں کہ مقصدِ محفل حاصل نہ ہوسکا، اسی طرح ہم نے بعض خطیب بھی ایسے دیکھے ہیں جو کیسٹوں کے بل پر تال ٹھوک کر مجلس پڑھتے ہیں اور بجائے اقوال معصومینؑ کے شاعروں کے شعر کوڈ کرتے ہیں شاعر کا شعر کتنا ہی بہترین کیوں نہ ہو قول معصومؑ کی جگہ نہیں پاسکتا، شعرائے اہل بیتؑ کا مرتبہ اپنی جگہ مسلم ہے اس سے کوئی بھی شیعہ انکار نہیں کرسکتا مگر اقوال معصومینؑ ہدایت کی ضمانت ہیں اس کے علاوہ اگر شعرا کے شعر کوڈ کرنے کا مجالس میں یہی سلسلہ چلتا رہا تو نئی نسل اقوال معصومینؑ کو بھول جائے گی اور بس شعرا کے شعر ہی یاد رہ جائیں گے جب کہ معصومینؑ نے اپنے اقوال حفظ کرنے کی تاکید فرمائی ہے اس کے علاوہ مجالس میں بغیر عمل کے جنت کی مفت تقسیم بھی شیعہ معاشرے کے لئے تباہی کا پیغام لائی ہے، اور یہ فکر غیر ذمہ دار ذاکرین نے صوفیوں سے لی ہے، صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر مرتے دم تک قطب کے ہاتھ پر کی گئی بیعت کو نہ توڑا جائے تو پھر اسے کوئی بھی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا مشہور صوفی ملا سلطان گنا آبادی لکھتے ہیں: اگر ولایت کے پیوند کو (جو بیعت کے ذریعہ قطب سے جوڑا گیا ہے) مرتے دم تک برقرار رکھے اور اس کے گناہ جن وانس کے گناہ کے برابر ہوں گے تو سب جھڑ جائیں گے اور اس پیوند واتصال کی اصل حب علیؑ ہے، جس کے سبب کوئی گناہ بھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اگر یہ رشتہ ٹوٹ گیا یعنی صوفیوں کی بیعت توڑ دی گئی تو ستر سال کی با مشقت عبادت سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا، اپنی تمام عمر نماز، روزہ بجالانے اور حج پر جانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا، غیر ذمہ دار ذاکروں کی زبانی صوفیوں کا یہ عقیدہ سن کر اب ہر شیعہ بے فکر ہے کہ جنت تو اس کی پکی ہے عمل کر کے کیا کرے گا، جنت تو مولا دلا ہی دیں

کے ساتھ بیان فرمادی ہے کہ ہمارے شیعوں کو یہ بات پہنچادو کہ ہم اطاعت ہی کے ذریعہ خدا تک پہنچا سکتے ہیں اور ہمارے شیعوں تک یہ بات بھی پہنچادو کہ خدا کی طرف سے کوئی بھی چیز عمل ہی کے ذریعہ مل سکتی ہے، امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: اے جابر! خدا کی قسم طاعت کے بغیر خدائے متعال کا تقرب حاصل نہیں کیا جاسکتا اور صرف ہماری معیت سے آتش (جہنم) سے نجات نہیں مل سکتی (از کوئے صوفیان تا حضور عارفان، صفحہ ۲۲۲، تالیف سید تقی واحدی صالح علی شاہ، ترجمہ نثار احمد زین پوری، مطبوعہ ایران)، غور وفکر کا مقام ہے ایک طرف صوفیوں کی فکر دوسری طرف ائمہ کے قیمتی اقوال آپ کس پر عمل کریں گے؟ صوفیوں کی فکر پر جب کہ صوفی ازم اہل بیتؑ بالخصوص ائمہ معصومینؑ کے مقابلے میں بنی امیہ نے قائم کرایا تھا یا ائمہ معصومینؑ کے اقوال پر کہ جن کا ایک ایک قول ہدایت کی ضمانت ہے، غیر ذمہ دار ذاکروں کی ایسی ہی بے تکی باتوں سے مقصد مجلس کو نقصان پہنچتا ہے، سیدہ زینبؑ (ہماری جانیں آپ پر فدا ہو جائیں) نے مجلس کی بنیاد ڈال کر بنی امیہ کی اُس کوشش کو ہمیشہ کے لئے ناکام بنایا تھا جس سے بنی امیہ نے شام ودیگر علاقوں میں امر امامت وتذکرۂ اہل بیتؑ پر پابندی لگادی تھی، آپ کو فاتح شام کہے جانے میں یہ نکتہ بھی شامل ہے کہ جس ذکر کو بنی امیہ نے روکنے کی کوشش کی اور اس مقصد کے لئے برسوں تک خزانوں کے منہ کھلے رکھے، آپؑ نے ایک اقدام یعنی شام میں رہائی کے بعد امام حسینؑ کی یاد میں مجلس برپا کر کے بنی امیہ کی ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا جس سے قیامت تک مجالس عزا کی شکل میں تذکرۂ اہل بیتؑ باقی رہے گا مگر یہ اس صورت میں ہے کہ عوام کا شعور اتنا بیدار ہو جائے کہ وہ نفع نقصان اور اچھے برے کو سمجھنے لگیں، ذاکر کو سن کر انہیں یہ احساس ہو جائے کہ یہ بیان مقصدِ مجلس کے خلاف تو نہیں ہے اسی طرح عوام کی دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ محفلوں یا مجلسوں میں اس طرح کے نعرے نہ لگائیں جس سے عام مسلمان مجلسوں یا محفلوں سے دوری اختیار کرنے لگیں اگر ایسا ہوا یعنی چند نعروں کی وجہ سے مقصدِ مجلس فوت ہوگیا تو بنی امیہ، بنی عباس، امریکہ، برطانیہ اور ایسے نعرے لگانے والوں میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا، ہمارے لئے نعرے لگانے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہم اپنی مجالس و محافل میں زیادہ سے زیادہ مجمع غیر شیعوں کا اکٹھا کرلیں تاکہ ان تک امر امامت ائمہ معصومینؑ وعظمت اہل بیتؑ

سے میں اپنی حمایت اٹھاتا ہوں اور میں ان سے بری الذمہ ہوں ان کی جان و مال کی حفاظت میری مملکت پر عائدنہیں ہوتی ...... دوسرے حکمنامے میں معاویہ نے لکھا کہ شیعیان علیؑ کی گواہی قبول نہ کی جائے اور جولوگ عثمان کے خاندان کی فضیلت بیان کریں ان کا احترام کیا جائے اور انہیں انعامات سے نوازا جائے ......اس کے بعد پھر حکمنامہ جاری کیا اور لکھا کہ: عثمان کے بارے میں اب احادیث بہت ہوگئی ہیں اور اسلامی ممالک میں نشر بھی ہو چکی ہیں لہٰذا آئندہ آپ حضرات ابوبکر و عمر و دیگر صحابہ کے بارے میں احادیث نقل کرنا شروع کردیں خصوصاً اگر کوئی بھی حدیث علیؑ کے فضائل میں نظر آئے تو اس کے مشابہ ابوبکر و عمر کی شان میں احادیث جعل اور نقل کرو تمہارا یہ کام میری آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہونے کے ساتھ ابوتراب (علیؑ) کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے بہترین طریقہ ہے...... (صحیحین کا ایک مطالعہ مولف محمد صادق نجمی، مترجم محمد منیر خان لکھیم پوری، ناشر انتشارات مرکز جہانی علوم اسلامی قم، پہلا ایڈیشن ۲۰۰۶ء) تاریخ کی کتابوں میں جعل حدیث کی اسناد اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر انہیں جمع کرلیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہوجائیں گی اور ان سب کا مقصد امر امامت ائمہ معصومینؑ اور عظمتِ اہل بیتؑ کو کم رنگ کرنا تھا، اسی طرح عصر حاضر میں امریکہ و برطانیہ اس تحریک کو خاموش کرنے کے لئے کبھی سعودی وہابیوں سے محافل و مجالس کے خلاف فتوے دلواتے ہیں تاکہ عام مسلمان محافل و مجالس سے دوری اختیار کرلیں اور ان میں شریک نہ ہوں اور کبھی مجالس و محافل میں رخنہ اندازی کرنے اور لوگوں کو ان سے دور رکھنے کے لئے بم دھماکے کراتے ہیں جیسا کہ پاکستان اور عراق میں ہوتا رہتا ہے، مذکورہ تمام مثالیں ظاہری دشمنی کی تھیں اور ان دشمنوں کی اسی وجہ سے شناخت بھی ہوجاتی ہے، مگر اس تحریک اور اس کے پلیٹ فارم (محافل و مجالس) کے باطنی دشمن بھی سرگرم عمل ہیں جو امریکہ و برطانیہ نے ہی تیار کئے ہیں، گزشتہ زمانے میں استعمار کی روش یہ تھی کہ مختلف حیلوں بہانوں، مکر و فریب اور ظلم و تشدد کے ذریعہ قوموں پر مسلط ہوجاتے تھے اور جب قومیں بیدار ہوکر ان کا مقابلہ کرتی تھیں تو ان کا جانی نقصان زیادہ ہوتا تھا لہٰذا استعمار نے اپنی روش تبدیل کردی اور اب قوموں ہی سے ضمیر فروش افراد کو تلاش کرکے انہی پر مسلط کردیتے ہیں اسے استعمار جدید کہتے ہیں اور اس کی شناخت بھی دشوار ہے مگر ہر

خطیب بھی شامل ہیں جو شہرت اور پیسے کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں یہ لوگ منبروں سے عوام کے سامنے بے سر پیر کے ایسے مطالب بیان کرتے ہیں جن سے نہ صرف غیر شیعہ بلکہ شیعہ بھی سوچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں یہ خطیب اور شعرا مراجع تقلید تک کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور دانستہ یا نادانستہ امریکی CIA کے مقصد کو آگے بڑھاتے ہیں، قارئین کو مائیکل برانٹ کے مذکورہ پروگرام سے بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا، اس پروگرام کا دوسرا حصہ یہ ہے، مائیکل برانٹ لکھتا ہے کہ: شیعہ مراجع تقلید کے خلاف ایک بھرپور محاذ کھولا جائے جو خود بخود شیعوں میں گردش کرتا رہے اور شیعیت کا چہرہ مسخ کیا جائے تاکہ یہ مراجع تقلید عوام میں غیر مقبول ہوں اور خود بخود عوام کی نفرت کا شکار ہوجائیں دوسرے یہ کہ شیعوں میں جو عزاداری کی رسوم ہوتی ہیں جن میں یہ لوگ کربلا کے واقعہ کی یاد میں جمع ہوتے ہیں اور ایک آدمی تقریر کرتا ہے اور کربلا کے واقع کو بیان کرتا ہے مجمع اسے سنتا ہے اور بعد میں نوجوان طبقہ سینہ زنی و ماتم کرتا ہے، یہ مجلس پڑھنے والا آدمی (ذاکر) اور یہ مجلس سننے والا مجمع ہمارے لئے بہت اہم ہے کیوں کہ اسی مجلس اور عزاداری سے شیعوں میں جوش و خروش اور باطل سے لڑنے کی عظیم تمنا پیدا ہوتی ہے لہٰذا ہم نے کروڑوں ڈالر اپنے بجٹ میں تقریر کرنے والے ذاکروں اور مجمع کو ہائی جیک کرنے کے لئے مختص کئے ہیں (روزنامہ جام جم) جی ہاں! کروڑوں ڈالر صرف اس بات پر خرچ کئے جارہے ہیں کہ خطیب اور شعرا منبروں سے محافل و مجالس میں ایسی بے تکی باتیں بیان کریں جن سے عام مسلمان محافل و مجالس میں آنا چھوڑ دیں اور یہ تحریک اور مشن خود بخود دم توڑ دے، اب اس باطنی دشمن کی شناخت بھی ممکن ہوگئی ہے، اب آپ اگر کسی شاعر یا ذاکر کو ایسے مطالب بیان کرتے ہوئے دیکھیں جن سے عام مسلمان مجلس یا محفل سے اٹھ کر چلے جائیں یا آنا چھوڑ دیں تو سمجھ لیجئے کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ یہ ذاکر یا شاعر امریکی CIA کے مفاد میں کام کررہا ہے، اگر کسی ذاکر یا شاعر کو آپ امریکی سفارت خانے میں افطاری کے نام پر گل چھرے اڑاتے ہوئے دیکھیں تو سمجھ لیجئے کہ CIA کے شیعہ سیکشن کی سازشوں میں یہ بھی شریک ہے، بہرحال غور و فکر کا مقام ہے اگر کوئی شیعہ اس بات کا سبب بن جائے کہ لوگ اس کی وجہ سے محافل و مجالس سے دور بھاگنے لگیں اور امر امامت و عظمت اہل بیتؑ سے بے بہرہ رہ جائیں، تو کیا اس کا شمار بنی امیہ

رناک کان کاٹ دو) اوران کے گھروں کو منہدم کرڈالو (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، جلد ۱۱، صفحہ ۴۵،
تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، ناشر داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان) چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، پانچویں امام
مد باقرؑ فرماتے ہیں: ہمارے شیعہ ہر شہر میں قتل کیئے گئے، شیعہ ہونے کے شبہ میں بنی امیہ لوگوں کے ہاتھ پیر
کاٹ ڈالتے تھے کوئی بھی شخص اگر محبت اہل بیتؑ میں مشہور ہو جاتا تو اس کو قید میں ڈال دیا جاتا یا اس کے گھر
کو ویران کردیا جاتا تھا (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، جلد ۱۱، صفحہ ۴۳)

بنی امیہ و بنی عباس تحریک امامت کے کھلے دشمن تھے لہٰذا ان کی شناخت آسانی سے ہوگئی لیکن ایسی
تحریکوں کے کچھ دشمن ایسے بھی ہوتے ہیں جو بھیس بدل کروارد میدان ہوتے ہیں ایسے دشمن کی شناخت اور
اس سے مقابلہ نہایت سخت ہوتا ہے، ایسے ہی دشمن تحریک امامت اور اس کے پلیٹ فارم (محافل ومجالس) کو
تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں، ہر زمانہ کی سپر طاقتیں محافل ومجالس سے بے حد گھبراتی ہیں، ہر باطل
تحریک محافل ومجالس سے خوف زدہ ہے چاہے وہ سعودیت ہو یا وہابیت، بہائیت ہو یا قادیانیت، طالبان ہو
یا سپاہ صحابہ اور جس طرح بنی امیہ و بنی عباس نے اس پلیٹ فارم سے خطرہ محسوس کیا اسی طرح امریکہ و برطانیہ
بھی مسلمانوں کے خلاف رچی جانے والی سازشوں کے لئے محافل ومجالس کو سب سے بڑا خطرہ محسوس کرتے
ہیں مگر یہ محافل ومجالس شور وغل اور ہنگامہ آرائیوں کے بجائے غور وفکر اور شعور کے ساتھ منعقد ہوتی ہوں
امریکہ و برطانیہ نے غور وفکر اور شعور کے ساتھ منعقد ہونے والی محافل ومجالس کے خلاف بڑے بڑے
ہتھکنڈے اپنائے جن میں سے ایک امریکی CIA میں شیعہ سیکشن کا قیام ہے، جس کی طرف سیکشن کے اہم
رکن ڈاکٹر مائیکل برانٹ نے اس طرح اشارہ کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ ۱۹۷۹ء میں ایران کے اسلامی انقلاب
(جو کہ غور وفکر اور شعور کے ساتھ منعقد ہونے والی مجالس اور عزاداری کے باعث رونما ہوا) نے ہماری طویل
حکمت عملی کو بڑا دھچکا لگایا، ابتدا میں ہمارے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ شاہ ایران کی ناقص پالیسیوں، تشدد اور
بے انتہا جبر و گھٹن کی وجہ سے عوامی ردعمل ہے جس سے مذہبی عناصر بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں، شاہ ایران کے
ہٹنے کے بعد ہم اپنے منظور نظر لوگوں کو لے آئیں گے جو ہماری پالیسیوں کو جاری رکھیں گے، ابتدائی دو تین
سالوں میں امریکہ کو اٹھائی جانے والی ہزیمتوں کے بعد اور دنیائے اسلام میں بڑھتی ہوئی اسلامی بیداری،

بڑھتے ہوئے انقلابی اثرات اور جوش وخروش کو دیکھتے ہوئے بالآخر CIA کی ہائی اتھارٹی کا 1983 میں
ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں لندن سے مشہور زمانہ سکریٹ سروس IM6 کا نمائندہ بھی شامل ہوا
(کیونکہ برطانیہ کو مشرق وسطیٰ میں تخریب کاری کرنے کا وسیع تجربہ حاصل ہے) اس اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ
ایران کا انقلاب محض شاہ ایران کی پالیسیوں کا جذباتی ردعمل نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے اور بھی حقائق اور عوامل
کارفرما ہیں جس میں سب سے مضبوط عامل (فیکٹر) شیعہ مسلمانوں میں مذہبی سپریم اتھارٹی کے لئے سیاسی
قیادت (غیبت امامؑ میں ولایت فقیہ) کا حصول اور 1400 سال قبل پیغمبر اسلامؐ کے نواسے (امام) حسینؑ
کی شہادت ہے جس کی عزاداری شیعہ صدیوں سے بڑے گہرے رنج وغم کے ساتھ مناتے ہیں یہی دو عامل
ایسے ہیں جن کی وجہ سے شیعہ دیگر مسلمانوں کی نسبت زیادہ متحرک اور فعال نظر آتے ہیں (روزنامہ جام جم
تہران، صفحہ ۱۱، سال دوم، شمارہ ۳۷۲، ۲۸ اگست ۲۰۰۱ء) امریکی CIA نے شیعوں سے متعلق جن دو امتیاز کا
ذکر کیا ہے ان میں ایک مذہبی سپریم اتھارٹی (مرجع تقلید) کے لئے سیاسی قیادت، جو غیبت امام میں تبلیغِ
امامت کی علامت ہے اور دوسرے عزاداری یعنی اس تبلیغ کا پلیٹ فارم، عصر حاضر میں امریکہ جیسی سپر طاقت
اس تحریک کو اپنے لئے کتنا بڑا خطرہ تصور کرتی ہے اس کا اندازہ قارئین نے لگا لیا ہوگا، تاریخ داں اچھی طرح
جانتے ہیں کہ بنی امیہ اور بنی عباس جیسی سپر طاقتیں بھی اس تحریک کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ تصور کرتی
تھیں حجر بن عدی، عمرو بن حمق، حضرمی، میثم تمار وغیرہ جیسے بزرگ صحابیوں کا قتل اور ابوذر غفاری جیسے پاکباز
صحابی کا بے آب و گیاہ جنگل میں شہر بدر کیا جانا اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے، غرض سلاطین بنی امیہ و بنی عباس
نے جتنے بھی قتل اور مظالم کئے ہیں وہ اسی تحریک کو دبانے کی خاطر کئے ہیں، اس کے علاوہ بنی امیہ اور بنی عباس
نے جعلی حدیثیں گھڑنے کی ٹکسال بھی اسی مقصد سے قائم کی تھی جس میں اہل بیتؑ کی عظمت اور ان کی
حاکمیت کو کم رنگ کرنے کے لئے ہزاروں حدیثیں وضع کرائیں اور امیر شام نے تو اپنے دور اقتدار میں
باقاعدہ سرکاری حکمنامے جاری کر کے مملکت اسلامی کے تمام گورنروں کو ہدایات جاری کیں، ایک حکمنامے
میں لکھا کہ: جو لوگ ابوتراب (علیؑ) اور آپ کے خاندان کی فضیلت کے بارے میں حدیثیں لکھتے ہیں ان

کولکھا کہ اہل مدینہ بالخصوص امام حسینؑ سے میرے لئے بیعت لے لے اور اگر انکار کریں تو سر قلم کر کے بھیج دے...... جب ولید نے یہ خبر امام حسینؑ کو پہنچائی تو آپ نے اپنے فضائل وکمالات بیان کرنے کے بعد فرمایا: میں نے اپنے نانا رسول اللہ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ابوسفیان کی اولاد پر خلافت حرام ہے (بحار الانوار، جلد ۴۴، صفحہ ۳۱۲، ناشر موسسۃ الوفاء بیروت، لبنان، دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء) امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ائمہ واہل بیتؑ بالخصوص سیدہ زینبؑ نے تبلیغ امامت کی تحریک میں نیا رنگ بھر دیا اور زندان شام سے رہائی کے بعد مجلس امام حسینؑ کی بنیاد ڈال کر باقاعدہ طور پر اس کے لئے پلیٹ فارم بھی فراہم کر دیا، یہ پلیٹ فارم جتنا کامیاب ثابت ہوا کوئی دوسرا نہ ہو سکا، اس کی افادیت کی دنیا کی تمام قومیں اور دانشور قائل ہیں، اس پلیٹ فارم نے اس تحریک کو ایک نئی قوت اور جہت عطا کر دی، اس پلیٹ فارم سے ہر ملک میں شہر شہر، قریہ قریہ ،گھر گھر امر ولایت وامامت اہل بیتؑ کے تذکرے ہونے لگے جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے، البتہ شہادت امام حسینؑ کے بعد اس مقدس تحریک کا محور امام حسینؑ اور آپ کی زیارت گاہ کربلائے معلیٰ ہی قرار پائی کیونکہ تمام ائمہ نے اپنے شیعوں کی اسی طرف راہنمائی فرمائی ہے، غور وفکر کا مقام ہے کہ ہمارے تمام ائمہ مرتبے میں مساوی اور سب کی زیارت گاہیں رشد وہدایت کا سرچشمہ ہونے کے باوجود تمام ائمہ نے زیارت قبر مطہر امام حسینؑ کی طرف متوجہ کیا ہے اور تاکید فرمائی ہے، اگر زیارت کا مقصد صرف ائمہ معصومینؑ سے ولایت، محبت اور عقیدت کا اظہار کرنا ہوتا تو پھر جس شخص سے جس امامؑ کا روضہ نزدیک ہوتا اسی کی زیارت کر کے ولایت ومحبت کا اظہار کر لیا کرتا لیکن اس کے برعکس ائمہ اطہار نے اپنے چاہنے والوں کو اکثر صرف روضۂ امام حسینؑ کو مرکز اور محل اجتماع وزیارت گاہ قرار دینے کی تلقین فرمائی ہے چاہے وہ شیعہ روضۂ امام حسینؑ سے کتنے ہی فاصلے پر رہتا ہو، اس کے علاوہ ایسی مناسبتیں جو دوسرے ائمہ یا امور سے مخصوص ہیں ان میں بھی زیارت امام حسینؑ کی تاکید فرمائی ہے، ۱۵ شعبان امام زمانہؑ سے منسوب ہے، شب قدر نزول قرآن و شہادت امام علیؑ کی وجہ سے حضرت رسول خدا اور امام علیؑ سے منسوب ہے شب عید وروز عید بھی رسول اکرمؐ یا امام وقت سے مربوط ہیں غرض کوئی بھی موقع ہو لیکن تاکید زیارت امام حسینؑ کی ہے، اس کے علاوہ ائمہ اطہار نے قبر مطہر امام حسینؑ کی زیارت اور ان کے ذکر مصائب اور عزاداری کو احیائے امر ائمہ سے تعبیر کیا ہے یہ

تمام باتیں اس نکتہ کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ ائمہ معصومینؑ امام حسینؑ کو مرکز توجہ بنا کر ظلم واستبداد کے خلاف قیام کرنے کی دعوت دینا چاہتے تھے ورنہ ائمہ اطہار میں سے ہر ایک کو دوسرے سے زیادہ مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور ہر امام پر مصائب وآلام کا ایک پہاڑ ٹوٹا لیکن اس کے باوجود ائمہ اطہار جیسی معصوم ہستیوں کا صرف امام حسینؑ ہی کو مرکز توجہ بنانا حکمت وفلسفے سے خالی نہیں ہے، دراصل ائمہ اطہارؑ لوگوں کی توجہ امام حسینؑ کی طرف مبذول کرا کے ذکر حسین کو استعمار واستکبار کے خلاف بطور حربہ استعمال فرماتے تھے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "آمریت کے خلاف ائمہ معصومینؑ کی جدوجہد" تالیف سید شرف الدین موسوی علی آبادی) یہاں اس نکتہ کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ ائمہ معصومینؑ نے روضۂ امام حسینؑ کو مرجع خلائق اور محل اجتماع قرار دیا ہے اور ۲۰ صفر اربعین شہدائے کربلا کی مناسبت سے روضۂ امام حسینؑ پر پوری دنیا کے شیعہ لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی نظر آتے ہیں جو اسی روز شام میں سیدہ زینبؑ کی طرف جانے کو ترجیح دیتے ہیں حتی کہ اس کی تشہیر بھی کرتے ہیں اور مفت یا نصف خرچ پر یہ لوگ شیعوں کو بجائے کربلا کے شام لے جاتے ہیں اور ہر سال اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، ہمیں شام جانے پر اعتراض نہیں ہے ضرور جانا چاہئے اور سیدہ زینبؑ کی اُس عظیم قربانی وفداکاری کو یاد کرنا چاہئے لیکن اُس وقت نہیں جب کربلا میں اجتماع ہو رہا ہو، شام میں روضۂ سیدہ زینبؑ پر اجتماع کی تاریخ ۲۰ صفر کے علاوہ بھی معین کی جا سکتی ہے، تاکیدات ائمہ معصومینؑ کے مطابق کربلا کے اجتماع کو ہر حال میں اہمیت دینی چاہئے اور اسے کامیاب بھی کرنا چاہئے، بہرحال دنیا میں انقلابی تحریکیں جتنا زیادہ پھلتی پھولتی ہیں اتنا ہی ان کے دشمن اور مخالف زیادہ ہو جاتے ہیں اور ہر صورت میں ایسی تحریکوں کو مٹانا چاہتے ہیں، بنی امیہ اور بنی عباس ایسی مثالیں ہیں جو کسی بھی صورت میں تحریک امامت کو پنپتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے لہٰذا انہوں نے تحریک امامت میں شامل ہونے والوں کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے، زبانیں گدی سے کھنچوالیں، مکانات مسمار کئے، بیت المال سے حصہ بند کر دیا، امام حسنؑ سے صلح کرنے کے بعد امیر شام نے اپنے گورنروں کو حکمنامے جاری کئے جس میں لکھا: اگر ثابت ہو جائے کہ کوئی شخص علیؑ اور ان کے اہل بیتؑ کا دوست ہے تو اس کا نام رجسٹر سے کاٹ دو اور اس کا وظیفہ اور روزی روٹی بند کر دو اور اسے تمام شہری سہولتوں سے محروم کر دو...... ان کو مثلہ کر دو (ہاتھ پیر

ثقلین کے علاوہ سیکڑوں حدیثیں ایسی ہیں جن کے ذریعہ منصب امامتِ ائمہ کی تبلیغ کی گئی ہے، کوئی مناسبت رسول اللہؐ نے ایسی نہ چھوڑی جس میں تبلیغ امامت نہ کی ہوتا کہ کائنات کے تمام انسانوں تک ائمہ کی امامت کا حکم اوران کی عظمت پہنچ جائے۔

ایک موقع پرتو آپؐ نے انتہائی صراحت کے ساتھ لوگوں کے سامنے ائمہ کی امامت کواس طرح بیان فرمایا جس کی روایت حافظ ابونعیم نے عبداللہ ابن عباس سے کی ہے، رسول اسلامؐ فرماتے ہیں: وہ شخص جسے میرا جینااور میری موت مرنااور باغ عدن میں رہنا پسند ہووہ علیؑ کومیرے بعداپنا حاکم بنائے اورمیرے بعد میرے اہل بیتؑ کی پیروی کرے کیونکہ وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں اور انہیں میرافہم، میراعلم عطاہواہے، ہلاک ہوجائے وہ شخص جوان کے فضل وشرف کوجھٹلائے اوران کومجھ سے جو قربت ہےاس کا خیال نہ کرے، خدا ایسے لوگوں کومیری شفاعت نصیب نہ کرے(حلیۃ الاولیاء، جلد۱، صفحہ ۸۶، تالیف ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، متوفی ۴۳۰ھ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان، پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

رسالت کے بعد جب امامت کا سلسلہ شروع ہواتو ساتھ ہی مخالفین نے بھی سر ابھارا اور اللہ و رسولؐ کے ذریعہ کی گئیں تاکیدات وتبلیغات کونظرانداز کردیااورطرح طرح کے پروپیگنڈوں میں مصروف ہوگئے تاکہ اسلامی حکومت پرقبضہ کرکےلوگوں تک امرِ امامت وولایت نہ پہنچنے دیں، اس موقع پرحضرت علیؑ اورآپ کے ساتھیوں نے امامت کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈوں کوبے اثر کرنے کی بھرپور کوشش کی اورآپ لوگوں(اہل بیتؑ)نے باقاعدہ تبلیغ امامت کوتحریک کی شکل دےدی اورحق امامت وولایت کادفاع کیا تاکہ لوگ امرِ امامت سے غافل نہ ہوجائیں، حضرت علیؑ کے خطبے، ارشادات اوراحتجاجات اس بات پر گواہ ہیں کہ آپ نے تبلیغ امامت کوبہت وسعت عطافرمائی اورلوگوں کے درمیان کوئی موقع ایسانہ جانے دیا جس میں امرِ امامت پرروشنی نہ ڈالی ہواوروضاحت کے ساتھ اپنے کوبعنوان حاکم وامام پیش نہ کیاہو، ایک بار حضرت علیؑ بنی ہاشم کے بہت سے افراد کے ساتھ مسجد میں تشریف فرماتھےبعض وہ لوگ جوحضرت ابوبکر کی بیعت کرچکے تھے آپ کے اورافراد بنی ہاشم کے گردجمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ گروہ انصار نیز دیگر افراد نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے آپ بھی بیعت کر لیجئے ورنہ تلوار آپ کا فیصلہ کرے گی(الاختصاص، ص ۸۵، حدیث سقیفہ بنی ساعدہ، تالیف شیخ مفید، ناشر کنگرہ جہانی ہزارہ شیخ مفید، قم، پہلا ایڈیشن)اس پرآپ نے فرمایا: میں ان سے زیادہ بیعت کے لئے اہل اورقابل ہوں تم میرے ہاتھ پر بیعت کرو، تم نے رسول خداؐ سے قربت کے باعث خلافت کوانصار سے لے لیااورانصار نے بھی یہ حق تسلیم کرلیا، خلافت کے لئے میرے پاس بھی دلائل موجود ہیں، میں پیغمبر اکرمؐ کی حیات ہی میں نہیں بلکہ رحلت کے وقت بھی سب سے زیادہ قریب ونزدیک تھا، اگرتم اہل ایمان ہوتوانصاف سے کام لو......(الامامۃ والسیاسۃ، جلد۱، صحہ۱۲، تالیف ابن قتیبہ دینوری، مطبوعہ مصر۱۹۰۸ء)اس کے بعدرمضان ۴۰ ہجری میں حضرت علیؑ کی شہادت کے بعدامام حسنؑ حاکم وامام مقرر ہوئے آپ نے بھی امرامامت کی تبلیغ کوبہت اہمیت دی اپنے فضائل ومناقب بیان کرنے کے بعدامام حسنؑ نے فرمایا: تم ہماری اطاعت کروکہ خدا کی طرف سےتم پرواجب کی گئی ہے، ہماری اطاعت کو خدانے اپنی اوررسولؐ کی اطاعت سے مقرون کیا ہے(جلا العیون، صفحہ۱۴۶، تالیف علامہ مجلسی، مطبوعہ تہران۱۳۱۴ھ)امام حسنؑ کی شہادت کے بعدامام حسینؑ منصب امامت پرجلوہ افروز ہوئے، آپ نے بھی بڑے اہتمام کے ساتھ اس تحریک کوپروان چڑھایا جس وقت 56ھ میں امیرشام مدینہ پہنچے تاکہ اہل مدینہ خصوصاً امام حسینؑ سے یزید کی بیعت لیں، مدینہ پہنچ کرمعاویہ نے امام حسینؑ اورعبداللہ ابن عباس سے ملاقات کی اوراپنی گفتگو کے دوران یزید کی ولی عہدی کے مسئلہ کوبیان کیا تاکہ ان حضرات کی موافقت بھی حاصل ہوجائے امام حسینؑ نے سختی سے مخالفت کرتے ہوئے فرمایا: (اے معاویہ!)......جوکچھ تم نے یزید کے کمالات اورامت محمدی کانظم ونسق چلانے کی اس کی لیاقت بیان کی ہے میں سمجھ گیا! تم نے یزید کی تعریف اس طرح کی ہے......گویااس کی زندگی لوگوں پرپوشیدہ ہے......نہ! یزید نے جس طرح اپنے آپ کولوگوں کے سامنے پیش کیاہےاوراپنے باطن کوآشکارکیاہے......اس کے بارے میں وہی کہو، یزیدایک ایساجوان ہے جوکتوں اورکبوتروں سے کھیلتا ہے، بوالہوس ہے کہ اپنی عمرکوگانے بجانے اورعیش پرستی میں بسرکررہاہے ......(الامامۃ والسیاسۃ، تالیف ابن قتیبہ دینوری، مطبوعہ مصر۱۳۲۸ھ)اورجب امیرشام کے انتقال کے بعد یزید نے حکومت اسلامی پرغاصبانہ قبضہ کرنے کے بعدحاکم مدینہ اپنے چچازاد بھائی ولید بن عتبہ بن ابی سفیان

بھی نہیں ہو پاتا وہ تو صرف لباس سے مرعوب ہو کر رہ جاتے ہیں، عوام یہ بھی غور و فکر نہیں کرتے کہ امریکہ و برطانیہ یا دیگر دشمنوں کے ایجنٹ کوٹ پینٹ یا ٹائی پہن ہاتھ میں صلیب لے کر تو شیعوں کے درمیان آئیں گے نہیں بلکہ شیعہ علماء کے لباس میں ہی بہکانے آئیں گے اس کی مثال اُس آیت اللہ جیسی ہے جس کا تذکرہ مولانا جان علی شاہ کاظمی نے اپنی کسی مجلس میں کیا ہے کہ پاکستان میں لندن سے ایک غیر معروف آیت اللہ آئے جن کے آنے کا ڈھنڈورا بھی خوب پیٹا گیا انہیں کوئی جانتا بھی نہیں تھا ان کے استقبال کے لئے خوب بھیڑ اکٹھا ہوگئی انہوں نے آنے کے بعد انگریزی میں تقریر کی اور نماز جماعت سے پڑھا دی جس کے تشہد میں شہادت ثالثہ (اشہدان علیاً ولی اللہ) بھی پڑھا دی اور شاید اُن کا پاکستان آنے کا مقصد بھی یہی تھا بس یہیں سے پاکستانی شیعہ دو گروپوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ وہ جو شہادت ثالثہ کا قائل ہو گیا اور دوسرا گروہ وہ جو اس کا انکار کرنے لگا جو گروہ قائل ہوا تھا اس کی دلیل یہ تھی کہ آیت اللہ نے پڑھایا ہے غلط نہیں ہوسکتا، جو گروہ انکار کرتا تھا اس کی دلیل یہ تھی کہ آیت اللہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو وہ خلاف شریعت کوئی بات رائج نہیں کرا سکتا، پہلے گروہ نے صرف لباس کا احترام کیا اور اس نے لباس کے اندر جھانکنے کی زحمت نہ کی تا کہ اسے پتہ چل جاتا کہ یہ کس کا ایجنٹ ہے جو روحانیت کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہے؟ اب پاکستان میں حالت یہ ہے کہ اکثر شہروں میں اسی مسئلہ کی وجہ سے دو دو جمعے ہو رہے ہیں۔

دنیا بھر میں جتنی بھی قومیں ہیں وہ اپنی تبلیغ کا محور دوسروں کو قرار دیتی ہیں تا کہ دوسرے لوگ ان کے ہم خیال ہو جائیں، غیر شیعہ مبلغین میں ہم صوفیوں کی مثال پیش کرتے ہیں کیونکہ صوفیوں سے شیعہ بھی متاثر نظر آتے ہیں، صوفی ازم بنی امیہ نے اہل بیتؑ کے مقابلے میں قائم کرایا تھا تا کہ جو لوگ دل سے ائمہ معصومینؑ اور اہل بیتؑ کی طرف جھکتے تھے وہ صوفیوں کا ظاہری تقویٰ دیکھ کر ادھر بھی آنے لگیں اور اہل بیتؑ کی طرف توجہ نہ کریں، صوفیوں نے اپنے اصل پروگرام کو چھپاتے ہوئے تبلیغ کرنا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان سمیت تمام دنیا میں لوگ ان کی تعریف کرنے لگے اور تعریف اس بات کی ہے کہ یہ کسی کی دل آزاری اپنے اجتماعات میں اعلانیہ نہیں کرتے، جس کے نتیجے میں باطل ہوتے ہوئے بھی صوفیوں سے

لوگ ہمارے اجتماعات سے دور بھاگ رہے ہیں، کیا یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ نہیں ہے، جب دوسرے لوگ ہمارے اجتماعات ہی میں نہیں آئیں گے تو ہم اپنے مذہب کی خوبیاں انہیں کس طرح بتائیں گے اور جو ہمارے خلاف الزامات برسوں لگتے چلے آرہے ہیں انہیں کس طرح بے اثر کر سکتے ہیں، اگر دوسرے لوگ ہماری محفلوں اور مجلسوں میں شریک ہوں تو آسانی سے سنجیدگی کے ساتھ تمام الزامات کا دفاع ہوسکتا ہے، ابھی وقت ہے ہمیں اپنی محافل و مجالس کے دروازے تمام قوموں پر کھول دینے چاہئیں تبھی حق محفل و مجلس ادا ہوگا، رسول اسلامؐ نے ایسے ذکر اہل بیتؑ کو عبادت کا درجہ دیا ہے جس سے امر امامت اور عظمت اہل بیتؑ عام لوگوں تک پہنچتا ہو بالخصوص ان لوگوں تک جن کو کبھی بنی امیہ و بنی عباس کے زر و جواہر نے اور کبھی قتل و غارت گری کے خوف نے امر امامت و ولایت اور عظمت اہل بیتؑ سے آشنا نہ ہونے دیا اور وہ گمراہیوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں، اب اگر ہم بھی ایسے لوگوں کو اپنی مجلسوں اور محفلوں میں نہ آنے دیں تو یہ مقصدِ محفل و مجلس کے خلاف اور بنی امیہ و بنی عباس کے مقصد کی حمایت ہوگی، اور اس طرح ہم بھی تبلیغ امامت کے خلاف ہونے والی خطرناک سازش میں شریک ہو جائیں گے جس سے دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی۔

جاہلوں کی علامتیں

رسول خداؐ نے اس شخص کے جواب میں جس نے جاہلوں کی نشانیوں کے بارے میں دریافت کیا تھا، فرمایا: ● اگر جاہل کی ہمنشینی اختیار کروگے تو تھکا ڈالے گا ● اگر اس سے دور رہو گے تو تمہیں گالی دے گا ● اگر کچھ تمہیں عطا کرے گا تو تم پر احسان جتلائے گا ● اور اگر تم اسے کچھ دو گے تو ناشکری کرے گا ● اگر راز داں بناؤ گے تو خیانت کرے گا ● اگر وہ تمہیں راز داں بنائے گا تو تم پر الزام لگائے گا ● اگر بے نیاز ہو جائے گا تو اترائے گا اور نہایت بد اخلاقی وسخت کلامی سے پیش آئے گا ● اگر فقیر ومحتاج ہو جائے گا بے جھجک خدا کی نعمتوں کا انکار کرے گا ● اگر خوش ہوگا تو اسراف اور سرکشی کرے گا ● اگر رنجیدہ ہوگا تو ناامید ہو جائے گا ● اگر ہنسے گا تو قہقہ لگائے گا ● اگر گریہ کرے گا تو بے تاب ہو جائے گا اور خود کو نیکوں میں شمار کرے گا حالانکہ نہ خدا سے محبت کرتا ہے اور نہ خدا سے ڈرتا ہے اور نہ خدا سے حیا کرتا ہے اور نہ ہی اسے یاد کرتا ہے ● اگر اسے راضی کرو گے تو تمہاری تعریف کرے گا اور تمہارے اندر جو خوبیاں نہیں پائی جاتی ہیں ان کی نسبت بھی تمہاری طرف دے گا ● اور اگر تم سے ناراض ہوگا تو تمہاری تعریف نہیں کرے گا اور جو برائیاں تمہارے اندر نہیں ہیں ان کی نسبت بھی تمہاری طرف دے گا، یہ جاہل کی روش ہے. (کتاب عقل، تالیف، محمدی رے شہری، جاہلوں کے صفات، صفحہ ۳۰۰، ناشر موسسہ امام المنتظر، قم ایران)